41-حم ال
42- الشو
43- الزخ

سورۂ شوریٰ

۴۲ سورہ شوریٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

۱ ۲ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ ۳ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ (اے پیغمبر
جسطرح یہ سورت تمپر نازل کی جاتی ہے) اُسی طرح اللہ غالب حکمت والا تمہاری طرف اور انکی
طرف جو تم سے پہلے تھے وحی بھیجتا رہا۔ وحی بھیجنا اور اصلاحِ معاش و معاد کے طریقے بتانا اُسی کے
۴ لئے سزاوار ہے جسکی حکومت سارے جہان پر ہے جسطرح ارشاد ہے۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی
الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ اُسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہی (سب سے)
بزرگ و برتر ہے اسکی ایسی عظمت و بزرگی ہے جسکی زمین تو زمین آسمانوں پر بھی دہوم ہے جسطرح
۵ فرماتا ہے۔ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ
فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝ قریب ہے کہ آسمان (اسکی عظمت سے) اپنی اوپر کی

یُوحٰی کی بصیغہ مجہول۔ یَکَادُ نافع کسائی یا سے بصیغہ غائب۔ یَنۡفَطِرۡنَ ابوعمرو شعبہ باب انفعال سے ۔ ۱۲

حٰم ۝ عسق۔ حروف مقطعہ سے ہیں۔ لہ بیضاوی۔ سلہ ابن عباس اور ضحاک اور قتادہ اور سدی اور کعب الاحبار نے کہا کہ
"عظمت کے خوف سے" (ابن کثیر) کیونکہ علی و عظیم کے بعد آسمان کا پھٹنا ہی جو عظمت پر دال ہے۔ بعضوں نے کہا اللہ تعالےٰ کی جانب اولاد منسوب
کرنے سے جسطرح فرمایا تکاد السموٰت یتفطرن منہ (مدارک) چنانچہ اسکی بعد کی آیت میں والذین اتخذ والے ہی ہے کہ بعضوں نے

طرف سے پھٹ پڑیں۔ اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اسکی تسبیح کرتے ہیں اور زمین
میں رہنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ آگاہ رہو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی
فرشتوں نے جو مومنین کے لئے مغفرت طلب کی وہ عنایت فرمائیگا اور اسکے ساتھ اپنی رحمت
بھی شامل فرمائیگا اسی لئے خود کو غفور و رحیم فرمایا۔ فرشتے جو مومنوں کے لئے استغفار کرتے ہیں
وہ اس لئے کہ مومنین خدا کے سوا دوسرے کو کارساز نہیں سمجھتے برخلاف مشرکوں کے جسطرح
انکا حال بیان فرماتا ہے:۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ اللّٰهُ حَفِیْظٌ عَلَیْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ ۶
عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ۝ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو اپنا) کارساز بنایا ہے اللہ اُن (کے
اعمال) کا نگہبان ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم اُن کے ذمہ دار نہیں ہو۔ تمہارے ذمہ تو صرف
سمجھانا اور ڈرانا ہے اور جسطرح ہم نے یہ وحی کی ہے کہ تم اُن کے نگہبان و ذمہ دار نہیں ہو اُسی
طرح ہم نے قرآن میں نازل کیا کہ تم انھیں ڈرائیں چنانچہ ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ۷
قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۚ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہا ضمیر کا مرجع الارض معنی میں الارضین کے ہے۔ ۱ جسمانیات کے بعد روحانیات یعنے فرشتوں کا ذکر فرمایا کہ وہ اُس نسبت سے
جو عالم ارواح سے ہے تسبیح کرتے ہیں اور اس نسبت سے جو عالم اجسام سے ہے اُن اجسام والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں (نیشاپوری) عالم موجودات
دو قسم پر ہے (۱) جسمانیات جن میں سب سے بزرگ آسمان ہیں (۲) روحانیات جسمیں سب سے بزرگ ملائکہ ہیں اپنی عظمت کا کمال دکھانے
کے لئے ان دونو اقسام کی اعظم چیزوں کا ذکر فرمایا۔ ۲ (کبیر) ۳ ابن جریر۔ یوم الجمع۔ قیامت کا نام ہے اس لئے کہ اس دن
مخلوق جمع کی جائیگی۔ یا ارواح و اجسام اکٹھے ہوں گے یا اعمال و عامل ایک جا ہوں گے (بیضاوی)۔

فِي السَّعِيْرِ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف عربی (زبان کا) قرآن نازل کیا تاکہ تم مکہ[1] والوں کو

اور انھیں جو اسکے گرداگرد ہیں[2] (عذاب الٰہی) سے ڈراو - اور روز قیامت سے (بھی) ڈراؤ جس[3] کے

آنے میں کچھ شک نہیں - (اُسدن) کچھ لوگ جنت میں ہوں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں - کیونکہ

اللہ تعالٰے کا حکم اسی طرح جاری ہوا ہے جسطرح ارشاد ہوتا ہے - وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ فِي رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور اگر اللہ چاہتا تو ان

سب کو ایک ہی فرقہ (اچھا[4] یا برا) بنا دیتا ولیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے

اور جو ظالم ہیں (تو اُسدن) انکا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ مددگار - کیا یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر

دوسروں کو دوست بناتے ہیں - دوستی کے قابل تو وہی ایک ذات ہے جسطرح ارشاد ہے -

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَاءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا

ان لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو اپنا) کارساز بنایا ہے - (اگر حقیقی کارساز[6] چاہتے ہیں) تو

اللہ ہی کارساز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے - اور وہی ہر چیز[5] پر قادر ہے جسطرح خدا کے

---

[1] یہاں مضاف مقدر ہے - اے اہل مکہ - یا یہ نسبت مجازی ہے - [2] یعنے سب شہروں کے باشندوں کو - بات یہ ہے کہ تمام زمین مکہ معظمہ ہی کی زمین سے پھیلائی گئی ہے تو سب شہروں کی اصل وہی ہے - عرب ہر چیز کی اصل کو اُم کہتے ہیں - اور تمام آبادی اسکے گرد ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام زمین والوں کو ڈراؤ - [3] مہتدین او ضالین (بیضاوی) هو الولی - قال ابن عباس ولیك یا محمد وولی من تبعك (بغوی) [4] فالله فا جواب شرط مقدر ہے - گویا کہ جو اس کے سوا کارساز سمجھتے ہیں انکا انکار کرکے فرماتا ہے - ان ارادوا اولیاء بحق فالله هو الولی (مدارك) [5] وہی کارساز بنانے کے لائق ہے نہ وہ کہ جس میں کچھ بھی قدرت نہیں - ۱۲

دشمنوں سے دوستی نہ چاہیئے اسی طرح اپنے اختلافات میں بھی غیر کو حاکم نہ بنائیں جسطرح
فرماتا ہے:۔ وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِیۡهِ مِنۡ شَیۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیۡ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ
۱۰ اُنِیۡبُ ۝ اور جس کسی چیز میں تم اختلاف کرتے ہو تو اُسکا فیصلہ خدا ہی کے حوالہ ہے۔ یہی اللہ
میرا پروردگار ہے۔ میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ یعنے جن جن امور
میں کہ تم اختلاف کرتے ہو اُن امور میں اللہ تعالے ہی بذریعہ قرآن وحدیث حاکم ہے۔ اسی لئے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہی میرا پالنے والا ہے اُسی پر مجھے بھروسہ ہے اور
ہر امر میں میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ایک نعمت پرورش ہی نہیں بلکہ اور بہت سی
نعمتیں ہیں جن میں سے کچھ یہاں بیان فرماتا ہے۔ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ
۱۱ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا یَذۡرَؤُكُمۡ فِیۡهِ لَیۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ
(وہی) آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُسی نے تمھارے لئے تمھاری جنس سے

یذرؤکم۔ یکثرکم۔ ذرؤ کجعل خلق والشیٔ کثرہ (قاموس) فیہ۔ یعنے اس تدبیر میں اور وہ تدبیر انسانوں کے اور جانوروں کے جوڑے بنانا ہے (کبیر) کمثلہ شیٔ۔ مثل کا لفظ سب لفظوں سے زیادہ عام ہے کیونکہ ند اسکو کہتے ہیں جو فقط جوہر ذاتی میں مشابہ ہو۔ اور شبیہ اسکو کہتے ہیں جو فقط کیفیت میں شریک ہو اور مساوی اسکو کہتے ہیں جو فقط مقدار میں شریک ہو۔ اور ہم شکل اسکو کہتے ہیں جو فقط مقدار و مساحت میں شریک ہو۔ اور مثل اسکو کہتے ہیں جو ان سب باتوں میں شریک ہو تو یہاں مراد یہ ہوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ کسی بات میں کسیطرح کسی کو شرکت نہیں۔ بعضوں نے کہا کہ کاف و مثل کو جمع کرنا تاکید نفی کیلئے ہے اسبات پر آگاہ کرنے کے لئے کہ استعمال مثل کا صحیح ہوتا ہے اور نہ کاف کا بس لیس سے دونو امر مجموعی کی نفی فرمایا۔ اور بعضوں نے کہا مثل سے یہاں صفت مراد ہے یعنے کصفتہ صفۃ اسبات پر آگاہ کرنے کے لئے کہ اگرچہ بہت سے صفات سے بشر موصوف ہوتا ہے لیکن وہ جس حیثیت سے کہ بشر میں استعمال ہوتے ہیں اُسطرح اللہ تعالے کے صفات نہیں ہیں۔ ۱۲

جوڑے بنائے اور چارپایوں میں سے جوڑے (بنائے) تمھیں اس (طرح زمین) میں پھیلاتا ہے
اُس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ یعنی اسی طرح قیامت تک نسلاً
بعد نسل پیدا فرماتا رہیگا۔ کوئی چیز اسکے نظیر و مانند نہیں وہ آسمان و زمین کا حاکم و متصرف ہے
جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ
اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اسی کے لئے ہیں جسکے لئے چاہتا ہے رزق
کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے اس لئے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ چونکہ وہ
ہر چیز کا عالم ہے اس لئے معاش و معاد کے امور بھی جسے شریعت کہتے ہیں وہی بتلاتا ہے جسطرح
ارشاد ہے۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ
اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ اُس نے تمھارے لئے دین کا وہ
رستہ مقرر کیا جسکا اُس نے نوح کو حکم دیا تھا اور (اے نبی) جسکی ہم نے تمھاری طرف وحی کی اور
جسکا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا یہ کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو
(اے نبی توحید) جسکی طرف تم بلاتے ہو اُن پر (بہت) شاق ہے۔ اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی

مقالید۔ حسن نے کہا مفاتیح سدی نے کہا خزائن السموٰت والارض (ابن جریر) اقلیدۃ و مقلد کلید جمع
مقالید (صراح) شرع۔ راہ روشن۔ راہ پیدا کردن خدا تعالےٰ بر بندگان در بندگی (صراح) وقد شرع لهم ای
سنّ و بابه قطع (مختار)۔

طرف کھینچ لیتا ہے اور جو رجوع کرتا ہے اسکو اپنی طرف ہدایت کرتا ہے۔ پہلے پانچ اولوالعزم انبیا کا ذکر فرماکے متبعین کو اقامتِ دین کی تاکید کی کیونکہ دین سب کا ایک ہے یعنے توحید ونبوت ومعاد میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو بحسبِ اوقات فروع میں اختلاف ہے۔ پھر اہلِ شرک کا حسد بیان فرمایا کہ انکارِ توحید صرف تکبر سے کرتے ہیں اس لئے کہ نبی کی اطاعت سے انھیں عار ہے۔ پھر فرمایا کہ رسالت۔ مال وجاہ سے حاصل نہیں ہوسکتی یہ تو اللہ کی دین ہے جسے چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے۔ اور جو لوگ توبہ کرتے ہیں انھیں ہدایت دیتا ہے۔ لیکن جس کے حصہ میں شقاوت ہے باوجود رسول وکتاب آنے کے بھی اللہ تعالے کی طرف رجوع نہیں کرتے

جسطرح ارشاد ہے:۔ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ اور انھوں نے اختلاف نہیں کیا لیکن علم آنے کے بعد اپنی باہمی ضد سے اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو تمھارے پروردگار کی طرف سے انھیں ایک مدت معین تک (تاخیرِ عقوبت کیلئے) ہوچکی ہے تو ضرور انمیں فیصلہ کردیا گیا ہوتا اور بیشک جو لوگ ان کے بعد کتاب (الٰہی) کے وارث کئے گئے وہ یقیناً اس کتاب کی طرف سے شک در شک میں ہیں۔ حق بات معلوم ہونے پر بھی سابق کی امتیں جو مخالفت کرتی ہیں یہ صرف انکی سرکشی اور عناد تھا۔ چونکہ اللہ تعالے کا حکم تاخیرِ عذاب

وما تفرقوا۔ اسمیں ضمیر کا مرجع امم سابقہ ہیں۔ وان الذین اورثوا الکتب یعنے وہ اہل کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ (بیضاوی)

اجل مسمی۔ سدی نے کہا روزِ قیامت (ابن جریر)۔

کے لئے ہو چکا ہے ورنہ ابھی فیصلہ ہو جاتا۔ پھر جو لوگ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں ہیں وہ بھی اپنی کتاب وایمان سے شک میں پڑے ہوئے ہیں جیسا چاہئے اسطرح اُس پر
ایمان نہیں لاتے۔ اسی اختلاف وتفرقہ کے باعث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اُنکو
اپنی اتباع کا حکم دو اور اپنے دین کی طرف بلاؤ جسطرح ارشاد ہے:- فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ
وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ
لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ
بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۗ پس (اے نبی) اسی (اختلاف[1]) کی وجہ سے (انھیں) اس (دین[2]) کی
طرف بلاؤ۔ اور (خود بھی) جسطرح تمھیں حکم دیا گیا ہے (اسپر) قائم رہو۔ اور اُنکی خواہشوں کی
پیروی نہ کرو۔ اور کہو کہ ہر اُس کتاب پر جسے اللہ نے اتارا ہے میں ایمان لایا۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
تمھارے درمیان میں انصاف کروں۔ ہمارا پروردگار اور تمھارا (بھی) پروردگار اللہ ہے۔ ہمارے
لئے ہمارے عمل ہیں اور تمھارے لئے تمھارے عمل۔ (اب) ہم میں[3] اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں ہے اللہ
(روز قیامت[4]) ہم سب کو جمع کریگا اور اُسی کی طرف (سب کی) بازگشت ہے۔ اس آیہ کریمہ کے
دس کلمے مستقل ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک اپنے ماقبل سے منفصل ہے اور پوری معنے رکھتا ہے۔
کہا گیا ہے کہ اسکی نظیر آیت کرسی کے سوا کہیں نہیں ملتی کیونکہ اُس میں بھی اسیطرح دس کلمے ہیں۔

[1] بیضاوی۔ [2] بیضاوی [3] اس میں حجت وادلہ کی مانعت نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ حقیقت اسلام کے دلائل پوری طور سے بیان ہو چکے تو اب لسانی حجت ان سے باقی نہیں رہی (نیشاپوری) [4] ابن کثیر ۱۲

اس آیہ کریمہ کے دس کلمونکی تفصیل یہ ہے:- (۱) توحید کی دعوت دینا (۲) اس دعوت پر حسب فرمودہ الٰہی قایم رہنا (۳) کسی کام میں کافرونکی خواہشوں پر نہ چلنا۔ کیونکہ ہوای نفس داعی خیر نہیں ہوتی (۴) اور اُس سے کسطرح ہوای نفس کی اتباع ممکن ہے جو تمام کتب الٰہی پر ایمان لایا ہو بخلاف کافروں کے کہ بعض کتب پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں (۵) عرب و عجم جو باہم ادیان میں مختلف ہیں انمیں حسب حکم الٰہی عدل و انصاف کرنا (۶) چونکہ اللہ تعالےٰ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے تو اُسی کے حکم پر چلنا (۷) جیسی کرنی ویسی بھرنی ہر ایک کا عمل اُسی کے لئے ہوگا (۸) تمہاری ہماری میں خصومت لسانی نہیں کیونکہ حق ظاہر ہوگیا اب حجت اور جھگڑا صرف عناد و سرکشی ہے (۹) اللہ تعالےٰ قیامت کے روز فیصلہ کرنے کے لئے ہم سب کو جمع فرمایگا (۱۰) وہی سب کا مرجع ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ پھر جو یہ سب کچھ سن کر بھی وہی جھگڑا اور جدال کریں تو اُنھیں اپنے غضب اور سخت عذاب سے اسطرح ڈراتا ہے:- وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۝ اور جو

لوگ اللہ کے (دین کے) بارہ میں بعد اسکے کہ اُسے مان لیا گیا ہے۔ جھگڑتے ہیں۔ انکی دلیل اُن کے پروردگار کے پاس باطل ہے اور اُن پر (اللہ کا) غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کسی پر عذاب نہیں نازل فرماتا ہے تا وقتیکہ رسول بھیجکر اور کتب نازل فرما کر انکی تفہیم نہیں فرمادیتا

والذین یحاجون۔ ابن عباس نے فرمایا کہ مسلمانوں سے جنھوں نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا ہے کافر لڑتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ہدایت سے روکیں (ابن کثیر) داحضۃ۔ دحوض باطل شدن حجت (صراح) ؎ کبیر ۱۲

جسطرح ارشاد ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ ؕ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ ۝ یَسۡتَعۡجِلُ بِہَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہَا ۚ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡہَا ۙ وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَۃِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ۝ اللہ (کی ذاتِ پاک) وہ ہے جس نے برحق کتاب اور انصاف (کا حکم) اتارا اور (اے نبی!) تمہیں کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہو جو قیامت پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کے آنے کی جلدی کرتے ہیں اور جو ایمان لائے وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک قیامت (کا آنا) برحق ہے۔ آگاہ رہو! بیشک جو لوگ قیامت (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں یقیناً وہ بڑی گمراہی میں ہیں۔ یعنی اے نبی سوائے وحی کے کون چیز تمکو آگاہ کرسکتی ہے اور ہم نے تو وحی سے قربِ قیامت کے سب آثار بتلا دئے ہیں۔ جو ایماندار ہیں وہ تو ڈرتے[1] اور تمہارا کہا مان کے قیامت کو برحق سمجھتے ہیں مگر کافر اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہو کر دلیر ہوتے اور تمسخر سے جلدی مچاتے ہیں ایسا کرنے والے سخت ضلالت میں ہیں۔ باوجود انکی اس گمراہی کے بھی اللہ تعالے مہربانی فرماتا او

اَلۡمِیۡزَانَ۔ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ ترازو سے مراد عدل و انصاف ہے (ابن کثیر) جسطرح اوزان و مقادیر کو ترازو برابر کردیتی ہے اسی طرح عدل لوگوں کے حقوق کو برابر کردیتا ہے یہ استعارہ ہے۔ (خفاجی) عاصی کہتا ہے کہ بعضے وقت مظلوم ظالم سے اپنا حق پورا نہیں لیتا۔ اسی لئے میزانِ عدل کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا۔ کہ وہاں ہر ایک کو اسکا پورا حق دلایا جائیگا۔ یُمَارُوۡنَ الامتراء والمماراۃ المحاجۃ فیما فیہ مریۃ (مفردات) مماراۃ۔ خصومت اور عداوت اور لڑائی کرنا (منتخب)

[1] بیضاوی ۱۲۔ [2] اسلئے ڈرتے ہیں کہ قیامِ قیامت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی (بیضاوی) ۱۲۔

رزق دیتا ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔ اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہی قوی غالب ہے۔ قوی وعزیز فرمانے میں اشارہ ہے کہ اسکا لطف قہر سے مقرون ہے کہیں اُسکی مہربانی کے بھروسہ اُس سے غافل نہ ہو جائیں اسی لیے دنیا طلبی سے اسطرح ڈراتا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ۝ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اسکی کھیتی میں بڑھا دیں گے۔ اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسکو اُس میں سے کچھ دیں گے۔ اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ کھیتی فرمانے میں یہ نکتہ ہے کہ آخرت ہو یا دنیا بغیر محنت ومشقت کے نہیں حاصل ہو سکتی۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

سایۂ حق بر سرِ بندہ بود	عاقبت جوئیندہ یابندہ بود
گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے	عاقبت زاں در بروں آید سرے
چوں نشینی بر سرِ کوئے کسے	عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک	عاقبت اندر رسی در آب پاک

ہاں فضل خدا۔ وہ خاص بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کی اور اُسکی فکر دنیا کی جانب ہوئی تو اللہ تعالےٰ اُسے پریشان فرمائیگا اور فقیری کو اسکے سامنے کردیگا

لہ اس آیت میں چند طرح سے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی (۱) آخرت کو مقدم بیان فرمایا (۲) طالب آخرت کو زیادتی۔ طالب دنیا کو تھوڑا سا۔ کیونکہ مِنْ تبعیض کے لئے ہے ۱۲ بیہقی

اور دنیا سے اسیقدر ملیگا جتنا اُس کے لئے لکھا ہے۔ اور جس نے سعی کی اور اُسکا خیال آخرت
کے لئے ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے مطمئن خاطر بنا دیگا۔ اُسکے دل میں تونگری دیگا اور دنیا ذلیل ہوکر
اُس کے پاس آئیگی"۔ بعد ازیں کی بھلائی بیان کرنے کے گمراہوں کا حال بیان فرماتا ہے:۔ اَمْ
لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ کیا ان کے لئے ایسے شریک ہیں جنھوں نے اُن کے واسطے ایسا دین نکالا
ہے جسکا اللہ نے حکم نہیں دیا۔ اور اگر فیصلہ کا وعدہ (تاخیر عذاب پر) نہ ہوتا تو اُن کے درمیان
یقیناً (ابھی) فیصلہ کردیا جاتا۔ اور بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے نبی تم
(روزِ قیامت) ظالموں کو دیکھوگے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ
(وبال ضرور ہی) اُن پر پڑیگا اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے
جنت کے باغوں میں ہوں گے اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس جو کچھ وہ چاہیں گے
(موجود) ہے یہی بڑا فضل ہے۔ مشرکوں کا عذاب۔ اور مومنوں کا ثواب بیان فرماکے پھر
مومنوں کو خوشخبری اور مبارکبادی دیتا ہے۔ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ام لھم شرکاؤ۔ بعضوں نے کہا ام منقطعہ ہے بل کے معنے میں۔ دوسروں نے کہا معادل واسطے الف استفہام کے ہے۔ اُسکی تقدیر اسطرح ہے افیقبلون ما شرع اللہ لھم من الدین ام لھم الخ۔ (نیشاپوری)۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۔ یہی وہ (فضل) ہے جسکی خوشخبری اللہ اپنے اُن بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے۔ (اے نبی) کہو کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں چاہتا مگر (میری) قرابت سے محبت (رکھو) اور جو شخص نیکی کریگا ہم اُسکی نیکی میں اسکے لئے خوبی بڑہا دیں گے۔ کیونکہ اللہ بخشنے والا قدر دان ہے۔

روایت ہے کہ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے معنے یہ ہیں کہ میری قرابت سے محبت رکھو یعنی میرے

يقترف - الاقتراف الاكتساب (مختار) اقتراف. کسب کردن (کنز) اجرا - مزدکار (کنز) [1] خفاجی

[2] ای ان تودّوا قرابتی فالمراد لا اطلب منكم الا محبت اهل بيتي - ومن ينتمی اليّ ففی للظرفية المجازية ای الامودة واقعة فی قرابتی واهل بيتي - والقرابة اسم جمع كالصحابة - اوان تودّونی لقرابتی - فالمودة مصدر مقدر بان والفعل والقربی مصدر كالقرابة وفی للسببية وهی بمعنی اللام لتقارب السبب والعلة (خفاجی) [3] بخاری از سعید بن جبیر (ابن کثیر) [4] اس آیت میں ابن عباس قربےٰ کو عموم پر محمول کرتے ہیں بخاری وغیرہ میں اُن سے روایت کی گئی ہے کہ جب ابن جبیر نے قربیٰ کی تفسیر اہل بیت سے کی تو ابن عباس نے اُن سے کہا کہ تم نے تفسیر کرنے میں جلدی کی اس لئے کہ قریش میں کوئی ایسا قبیلہ نہیں کہ جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ میں اور تم میں جو قرابت ہے اسکا لحاظ کرو۔ اگرچہ سورہ مکی ہونے کی وجہ سے ان کے قول کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ وہ دو مرتبہ نازل ہوا ہو۔ باوجود اسکے قربےٰ کو اہل بیت کے ساتھ خاص کرنا اسکے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن جبیر نے قربےٰ کو اخصّ افراد پر محمول کیا ہے۔ اور بیان کیا کہ اہل بیت کی قرابت کا لحاظ رکھنا اور قرابتداروں سے بہت بہتر ہے۔ نیز قربےٰ کو اہل بیت کے ساتھ خاص کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حفاظت بطریق اولےٰ مستفاد ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کی حفاظت اپنے لئے طلب کی تو خود کی حفاظت تو بطریق اولےٰ ضرور ہونی چاہیے

قرابت کے ساتھ حسنِ سلوک وخوبیٔ خدمت کا برتاؤ کرو۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ جب حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کو شامی لوگ قید کر کے لائے تو ایک ظالم اہلِ شام میں سے کہنے لگا کہ "اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے تم لوگوں کو قتل کر کے نیست کر دیا اور فتنہ مٹگیا" حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "کیا تو نے قرآن پڑہا ہے؟ اس نے کہا ہاں" آپنے فرمایا کہ "آل حٰم سورتیں بھی پڑھی ہیں"۔ بولا کہ "جب میں نے پورا قرآن پڑہا ہو تو کیا آل حٰم نہیں پڑھا" آپنے فرمایا کہ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ الخ۔ بولا کہ کیا قربیٰ آپ ہی لوگ ہیں؟ آپنے فرمایا کہ "ہاں"۔ روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ پڑہا منجملہ اس کے یہ بھی تھا جس نے مجھے پہچانا وہ تو پہچان لیا۔ اور جو نہیں پہچانا (وہ پہچان لے) کہ میں حسن بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں ان اہلِ بیت میں سے ہوں کہ اللہ نے جنکی محبت دوستی ہر ایک مسلمان پر واجب کر دی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسی لئے حضرت ابن عباسؓ نے ابن جبیر کو خطا کے ساتھ منسوب نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ تم نے تفسیر کرنے میں جلدی کی کیونکہ آیت سے مراد عموم ہے اور اس سے زیادہ تر اہم آنحضرت کی محبت ہے۔ ابن جبیر اور ابن عباس کے دونوں تفسیروں میں مخالفت نہ ہونگی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ابن جبیر آیت کی تفسیر ایک بار اسطرح کرتے اور ایکبار اسطرح بلکہ ابن عباس سے بھی ایک حدیث جو تفسیر ابن جبیر کے موافق ہی مروی ہے چنانچہ امام احمد وطبرانی وابن ابی حاتم وحاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب یہ آیت اتری صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپکی قرابت سے کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب کر دیگئی آپ نے فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔ اگرچہ اس سند میں شیعی غالی ہے لیکن صدوق ہے" اور الا المودۃ میں استثنا منقطع ہے پس یہ ادائی رسالت کے مقابلہ میں اجر نہیں ہے صواعق ابن جریر۔ بزار۔ طبرانی (صواعق محرقہ) ابو اسحٰق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میں نے عمرو بن شعیب سے دریافت کیا کہ الا المودۃ فی القربیٰ میں قرابتی کون لوگ مراد ہیں" فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتی مراد ہیں (ابن کثیر)"۔ ۱۲

وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً الخ۔ یہاں اقترافِ[1] حسنات یعنی نیکی کرنے سے مراد ہم اہلِ بیت کی محبت ہے[2]
شمس الدین ابن عربی اہلِ بیت کی شان میں فرماتے ہیں۔ رَاَیْتُ وِلَائِیْ اٰلَ طٰهٰ فَرِیْضَۃً ، عَلٰی رَغْمِ
اَھْلِ الْبُعْدِ یُوْرِثُنِیْ الْقُرْبٰی ، فَمَا طَلَبَ الْمَبْعُوْثُ اَجْرًا عَلَی الْھُدٰی ، بِتَبْلِیْغِهٖ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ،
اہلِ بیت کی شان میں اور بھی حدیثیں[3] وارد ہیں"۔ اور جب یہ آیت[4] قل لا اسئلکم الخ نازل

---

[1] امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اقترافِ حسنات سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی مراد ہے۔ (صواعق محرقہ) [2] حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قریش ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو خنداں پیشانی سے ملتے ہیں۔ اور جب ہم سے ملتے ہیں تو بطور اجنبی ملتے ہیں" یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جبتک کہ وہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کے واسطے تم سے محبت نہ کریگا۔ (ابن کثیر از امام احمد رح) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا کہ تم لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو آپ کی اہلِ بیت میں طلب کرو (بخاری) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ" واللہ صلہ قرابت رکھنے میں مجھے اپنی قرابت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے (بخاری) حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جس دن آپ مسلمان ہوئے تھے آپ کا اسلام مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا کیونکہ خطاب کے اسلام لانے سے آپکا مسلمان ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا۔ (بخاری) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ان دونوں میں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ بزرگ ہے۔ اور وہ کتاب اللہ ہے کہ آسمان سے زمین تک ایک رسّی تنی ہوئی ہے۔ دوم میری عترت اہلِ بیت ہیں یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے حتےٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے پس تم لوگ دیکھتے رہو کہ میرے بعد تم لوگ ان دونوں چیزوں سے کسطرح برتاؤ کرتے ہو (ترمذی) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ہوئی تو چند لوگوں نے اپنے جی میں کہا کہ اس سے رسول اللہ کی یہی مراد ہے کہ اپنے بعد لوگوں کو اپنے قرابتداروں کے ساتھ سلوک کرنے پر آمادہ کریں پس جبرئیل نے رسول اللہ کو خبر دی کہ ان لوگوں نے آپ پر بہتان باندھا ہے (کہ آپ نے یہ آیت اپنی طرف سے بنائی ہے) تو یہ آیت اُن کے جواب میں نازل ہوئی۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ ؕ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اللہ پر جھوٹ افترا کیا پس (اے نبی) اگر اللہ (تمھاری ذلت) چاہتا تو تمھارے دل پر مُہر کر دیتا (کہ تم اُس پر بہتان کرنے میں دلیر ہوتے) اور اللہ (تو) باطل کو مٹاتا اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے اس لیے کہ وہ دلی باتوں سے واقف ہے کافرو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لوگو! اللہ تعالےٰ کو محبوب رکھو کہ وہ تمکو اپنی نعمتوں سے پالتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی وجہ سے مجھے محبوب رکھو اور میری محبت سے میری اہل بیت کو محبوب رکھو (ترمذی) حسین بن میسرہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کون لوگ ہیں کیا آپ کی بیبیاں آپ کی اہل بیت نہیں ہیں زیدؓ نے فرمایا کہ آپ کی بی بیاں تو آپ کی اہل بیت ہیں لیکن آپ کی اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے حصین نے کہا "وہ کون لوگ ہیں؟" زیدؓ نے فرمایا "وہ اولاد علی اولاد عقیل اولاد جعفر اور اولاد عباس رضی اللہ عنہم ہیں (مسلم و نسائی)۔ اسکے علاوہ اسی تفسیر کے صفحہ (۱۴۸۷) پر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت کی شرح میں بھی اہل بیت عظام کے فضائل مذکور ہو چکے ہیں۔ سلمہ تعلبی و بغوی (صواعق) فَاِنْ یَّشَاءِ اللّٰهُ الخ۔ بعضوں نے کہا تمھارے دل پر صبر کی مہر کر دیتا کہ اُن کے عدم اسلام سے تمھیں ایذا نہ ہوتی لیکن آپ کو غیرت الٰہی کے لحاظ سے تکلیف پہنچتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ "اے نبی کیا تم اُن کے ایمان نہ لانے سے اپنی جان کھو بیٹھوگے۔ وَیَمْحُ۔ مرفوع بسبب ابتدا کے ہے لیکن رسم خط میں واو نہیں لکھا جاتا جیسا کہ سندع الزبانیه میں (ابن جریر)۔ ۱۲

ازواج مطہرات اہل بیت سے ہیں

اس اعتراض کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن خود بنا کے اللہ تعالے کی طرف منسوب
کیا اور اُسپر بہتان باندہا ہے اللہ تعالے اسطرح جواب دیتا ہے کہ طوفان وافترا کرنا تو اسکا کام
ہے جن کے دل بُرے اعتقاد اور بُرے کاموں میں پھنسے رہنے سے سیاہ ہوجاتے ہیں جس سے
آخر میں اُن کے دلوں پر مُہر کردیجاتی ہے اور پھر اُن کے درست ہونے کی امید باقی نہیں رہتی
تو وہ اللہ پر بہتان کرنے میں دلیر ہوجاتے ہیں برخلاف اس کے اے نبی کریم نہ تو تم بُرے کام
کرتے ہو اور نہ تمھارے دل پر مُہر لگیگی جو تم مجھ پر افترا کرتے۔ اس میں تعریض ہے کہ جو آنحضرت
کی طرف افترا منسوب کرتا ہے خود اُس کے دل پر مُہر لگیگی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عادت
تو جھوٹ اور باطل کو مٹانے کی ہے تو پھر آنحضرت بفرضِ کفار باطل پر ہوتے تو اس طرح
دن دونی اور رات چوگنی ترقی نہ ہوتی اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالے حق بات کو ثابت و قائم رکھتا
ہے کیونکہ وہ سب کے حال سے واقف ہے اور جھوٹے اور سچے کو اُن کے حسبِ حال سزا و جزا
دیتا ہے۔ اور جو کیسا ہی گنہگار و مشرک اپنے گنہ و شرک سے توبہ کرلے تو اُسے قبول فرمالیتا ہے
جسطرح ارشاد ہے۔ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا
تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْکٰفِرُوْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو
معاف فرماتا ہے اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک

یَفْعَلُوْنَ نافع۔ کی۔ ابوعمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ یاسے بصیغہ غائب۔

ع ۲ ۲۶

کام (بھی) کیے اُن (کی دعا) کو قبول فرماتا ہے اور اپنے فضل سے اُنھیں زیادہ عطا فرماتا ہے
اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔ چونکہ اس آخری آیت میں مسلمانوں کی دعا قبول کرنیکا
وعدہ ہے اس لئے معترض کو یہ حق تھا کہ بعض مسلمانوں کی تکلیف و تنگدستی پر یہ اعتراض کر دیتا کہ
وہ دعا بھی کرتے ہیں پھر اثر اجابت کیوں نہیں ہوتا فرماتا ہے کہ ہم ہر ایک کی حالت کے
مناسب اسکی دعا قبول کرتے ہیں اور اس کے حسب اندازہ رزق دیتے ہیں جسطرح ارشاد
۲۷ ہے ۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ
بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق کشادہ کرے تو وہ زمین میں
ضرور سرکشی کریں لیکن اللہ ایک اندازہ کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اس لیے کہ وہ
اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر (اور اُن کے حال کا) دیکھنے والا ہے۔ سب پر توسیع رزق
نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے یہ ایک حکمت تو ظاہر ہے کہ اگر سب کو
غنی فرما دیتا تو کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا اور رابطہ تعاون و سلسلہ تمدن منقطع ہو جاتا ۔
لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ناامیدوں کو محتاج نہیں چھوڑتا بلکہ بعد قحط بارش برساتا ہے اور
۲۸ بعد خوف و ندامت ہر ایک کی کارسازی فرماتا ہے جسطرح ارشاد ہے ۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ
الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اور وہی (اللہ) ہے جو

غیث - باران (کنز) ۱۲ -

بندوں کے مایوس ہونے کے بعد پانی برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہ کارساز
لائق حمد ہے۔ چونکہ مینہ برسانا قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے اس لئے اسی سلسلہ میں اپنی
قدرت کی اور نشانیاں بھی بیان فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ آیت ۲۹
فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّۃٍ ؕ وَھُوَ عَلٰی جَمْعِھِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ۔ اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ع المربع ۱۰
آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور ان جانداروں کا (بھی) جو اس نے آسمان و زمین
میں پھیلا دیے ہیں اور وہ جب چاہے (یعنے روزِ قیامت) ان کے جمع کرنے پر (بھی) قادر
ہے۔ ان آیات میں اپنی قدرت ظاہر کر کے فرمایا کہ باوجود قدرت اللہ تعالیٰ تم پر ظلم نہیں
کرتا بلکہ تمھیں جو تکلیف پہونچتی ہے وہ تمھارے ہی کرتوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو تمھارے بہت سے
گناہ معاف فرما دیتا ہے جیسطرح ارشاد ہے۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ آیت ۳۰

دابۃ۔ اس میں ملائکہ۔ انسان۔ جن اور دیگر حیوانات۔ کیڑے۔ مکوڑے سب شامل ہیں (ابن کثیر) وما اصابکم الخ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ مومن کو کوئی سختی و تعب نہیں
پہونچتا اور نہ کوئی فکر و اندوہ پہونچتا ہے مگر یہ کہ اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کا کفارہ فرما دیتا ہے۔ حتیٰ کہ جو کانٹا
اسکو چبھے کفارہ ہے۔ (بخاری) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب بندہ کے گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور اس کے پاس ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے کفارہ ہو تو اللہ تعالیٰ
اسکو غم و اندوہ میں مبتلا فرماتا ہے کہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ (ابن ابی حاتم) ضحاک سے روایت ہے کہ جو کوئی قرآن یاد کر کے
بھول گیا تو مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اسکی بدکرداری کی سزا ہے۔ پھر ضحاک نے یہ آیت ما اصابکم الخ پڑھی اور کہا کہ قرآن
بھول جانے سے بڑھکر کون مصیبت ہوگی (ابن ابی حاتم) حسن بصری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ

وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝ اور تم پر جو مصیبت پڑتی ہے تو اُس گناہ کی وجہ سے جو تمھارے ہاتوں نے کیا

اور وہ (تمھاری) بہت (سی خطاؤں) سے درگذر فرماتا ہے۔ اگر تم یہ خیال کرو کہ کہیں بھاگ کر یا اور

کسی طرح مصیبت سے بچ جاؤ گے تو یہ تمھارا دیوانہ پن ہے۔ قضائے الہیٰ اُکٹنے والی نہیں۔ ہاں

پھر بھی بچاؤ ہے تو اسی کے پاس رجوع کرنے سے ہے۔ کیونکہ وہی اپنے بندوں کا حامی و مددگار ہے

جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

اور تم (اللہ کو) زمین میں (کبھی بھاگ کر) عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سواء کوئی تمھارا کارساز ہے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ آدمی کو اگر لکڑی کی کھرنچ لگتی ہے یا اُسکی آگ بھڑکتی ہے یا قدم پھسلتا ہے تو سوا اس کے نہیں کہ کسی گناہ کے عوض ہوتا ہے اور جسقدر اللہ تعالےٰ نے عفو فرمایا وہ بہت زیادہ ہے (ابن ابی حاتم) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو میں تم کو قرآن مجید کی افضل آیت بتاؤں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ ہم لوگوں سے بیان فرمائی ہے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ما اصابکم الخ پڑھی اور فرمایا کہ اے علی میں تجھ سے اسکی تفسیر بیان کروں۔ دنیا میں جو مرض یا سختی یا بلا تم کو پہونچے وہ تمھارے کرتوت ہیں اور اللہ تعالےٰ حلیم ہے پھر کیسے وہ آخرت میں دوبارہ عقوبت فرمائیگا۔ اور جس چیز کو دنیا میں اللہ تعالےٰ نے عفو فرمایا اور وہ بڑا کریم ہے پھر کیسے اُس سے مواخذہ کریگا (ابن کثیر از ابن ابی حاتم و امام احمد وغیرہما) انبیا و صالحین کو جو بلا آتی ہے تو یہ نظرِ عام میں بشکل نقمت ہے اور حقیقت میں نعمت ہے۔ خطیب نے کہا کہ انبیا و اولیا کو جو مصائب پہونچتے ہیں وہ از قسم کفارہ نہیں ہوتے بلکہ اُن کے درجات و فضائل بڑہانے کے لئے انکا امتحان ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آخرت میں صابرین کو نعمت و درجات عطا ہونے لگیں گے تو دنیا میں جو لوگ عافیت سے رہے تھے وہ تمنا کریں گے کہ کاش اللہ کے واسطے ہماری بوٹیاں قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتیں (بخاری) دوسری حدیث میں ہے کہ مومن کو اُسکے جسم و مال وغیرہ میں بلائیں پہونچتی رہتی ہیں یہانتک کہ جب دنیا سے نکلتا ہے تو صاف پاکیزہ نکلتا ہے اور کافر و منافق کو درختِ صنوبر کی طرح آندھی کے جھونکے اثر نہیں کرتے یہانتک کہ وہ یکبارگی جڑ سے گر جاتا ہے۔ (ابن کثیر از بخاری) ۱۲

نہ کوئی مددگار۔ اگر اُسکی قدرت وکارسازی ومددگاری کا یقین نہ ہو تو اُسکی قدرت کے تماشے
دیکھو جسطرح فرماتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ
رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ
عَنْ كَثِيْرٍ ۝ اور اُسکی قدرت کی نشانیوں میں سے (جہاز) مانند پہاڑوں کے سمندر میں چلنے
والے ہیں اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک دے۔ تو جہاز (بھی) سمندر کی سطح پر رُکے ہوئے
رہ جائیں اسمیں بے شک وشبہ ہر صبر کرنے والے شکر گذار کے لئے نشانیاں ہیں۔ یا اُن کے
(بُرے) عمل کے باعث جہازوں (یا لوگوں) کو ہلاک کرے اور بہت (گناہ) سے درگذر کرتا ہے
یعنے اگر اللہ تعالٰے ہوا کو ٹھیرا دے تو جہاز اور کشتیاں جہانکی وہاں کھڑی کی کھڑی رہ جائیں
یا اگر چاہے تو ہلاک بھی کرے اور اُن کے گناہوں سے فی الحال درگذر کرتا ہے کہ ان باتوں سے منکرین
قدرتِ الٰہی آگاہ ہوجائیں کہ خدا کے سوا کوئی بچانیوالا نہیں ہے جسطرح ارشاد ہے۔ وَيَعْلَمَ
الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ اور (تاکہ) وہ لوگ جان لیں جو ہماری (قدرت)
کی نشانیوں میں جھگڑتے ہیں (کہ بلا نازل ہونیکے وقت) انھیں کہیں (بھی) بھاگنے کی
جگہ نہیں۔ حق بات کے قبول کرنے سے حبِّ دنیا یعنی طلبِ حکومت وریاست وجاہ روکتی ہے

الجوار۔ اصل میں الجواری ہے۔ یا تخفیف کے لئے حذف کی گئی یعنے السفن الجواری اور بسبب عدم التباس کے موصوف
بھی محذوف ہے (کبیر) كَالْاَعْلَامِ۔ مجاہد وحسن وسدی وضحاک نے کہا "مانند پہاڑوں کے" (ابن کثیر) يُوْبِقْهُنَّ
ایباق ہلاک کردن (صراح) ويعلم۔ تعلیل محذوف پر عطف ہے ای لينتقم منهم ويعلم الذين (نیشاپوری) ۱۲

الجواری جاری و دوڑ یا رتی یانے
ریاح رافع القطع
یعلم ... کشتیاں

اور جب محبتِ دنیا کم ہو جاتی ہے تو ان دلائلِ قدرت سے آدمی نفع اٹھاتا اور خدا کو پہچانتا ہے
اس لئے دنیا سے نفرت دلاتا اور اسکا حقیر و فانی ہونا بیان فرماتا ہے :- فَمَآ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ
فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ۝
وَالَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوۡا ہُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ ۝ وَالَّذِیۡنَ
اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۪ وَاَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ ۪ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِیۡنَ
اِذَاۤ اَصَابَہُمُ الۡبَغۡیُ ہُمۡ یَنۡتَصِرُوۡنَ ۝ پس جو کچھ تمھیں دیا گیا ہے تو (یہ) دنیوی زندگی کا
سامان ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور بہت پائدار ہے (یہ) اُن لوگوں کے لئے ہے
جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو لوگ بڑے گناہوں سے اور بُرے
کاموں سے بچتے ہیں اور جب وہ (کسی پر) غصہ ہوتے ہیں تو (اُسکے جرم) بخشدیتے ہیں
اور جنھوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا اور نماز پڑھی اور اُنکا کام آپس کے مشورہ[1] سے ہے
اور جو ہم نے انھیں عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب اُن پر زیادتی
ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ ان آیات میں دنیا کی مذمت بیان کرکے آخرت کی بہتری کا
بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ بھلائی انھیں لوگوں کو حاصل ہوسکتی ہے جو صفات مذکورہ سے

کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ حمزہ، کسائی بہ صیغہ مفرد۔

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی باوجودیکہ آپ تمام جہان سے افضل ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور اسیطرح صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپس میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ مشورہ کرنے سے باہم الفت پیدا ہوتی ہے اور اجتماعِ عقول سے راہ صواب کھل جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ اُس میں برکت عطا فرماتا ہے۔ ۱۲

متصف ہوتے ہیں۔ اور آخری صفت یعنی زیادتی کا بدلہ لینا وہ اس لئے ہے کہ ظالم اپنے ظلم سے رکے اور یہ جائز ہے بشرطیکہ برابر ہو زیادہ نہ ہو لیکن عفو کرنا افضل ہے جس طرح ارشاد ہے:

لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے لئے کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا لیکن جب حدود شریعت میں کچھ توہین ہوتی آپ خشمناک ہوجاتے تھے (بخاری) ایک مرتبہ آنحضرت ایک جہاد میں تشریف لیگئے تھے جب لشکر ایک منزل میں اترا تو وہاں سوائے کیکر کے اور سایہ نہ تھا۔ پس صحابہ نے سب سے زیادہ گھنے درخت کے نیچے صاف کرکے آپ کے لئے استراحت کا انتظام کیا اور خود دوسرے درختوں کے نیچے آرام لینے لگے ناگاہ ایک شخص جسکا نام غورث بن الحارث تھا آیا اور تلوار کھینچ کر سرکار کی شہادت کا قصد کیا اس عرصہ میں آپ یکایک بیدار ہوگئے وہ ننگی تلوار کھینچے ہوئے تھا اور کہتا تھا کہ اسوقت آپ کو مجھ سے کون بچائیگا آپ نے فرمایا "اللہ" پس تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آپ نے وہ تلوار اٹھا کر فرمایا کہ اب تجھکو کون بچائیگا۔ اس نے عرض کی کہ نہیں کوئی نہیں مگر یہ کہ آپ ہی معاف فرمائیں۔ پس آپ نے اسکو عفو فرمایا۔ اسی طرح آپ نے ایک خیبر کی یہودیہ مرحب مقتول کی بہن کو جس نے آپ کو بھونی بکری کے گوشت میں زہر ملا کر کھلایا تھا اور اسی گوشت نے آپ سے کلام کیا تھا کہ مجھ میں زہر ملا ہے آپ نہ تناول فرمائیں۔ اور خود یہودیہ نے بھی زہر کے ملانے کا اقرار کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو ضرر نہ ہوگا ورنہ ہمکو نجات کا موقعہ ملیگا معاف فرمایا۔ لیکن جب اس خبیث یہودیہ کی بدحرکت سے بشر بن براء نے بوجہ سرایت زہر کے شہادت پائی اور ان کے وارثوں نے قصاص چاہا تو آپ نے اسکو قصاص میں قتل کروایا۔ چنانچہ محمود بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے قصاص لیا یوں ہی آپ نے لبید بن اعظم یہودی کو بھی جس نے آپ پر سحر کیا تھا عفو فرمایا۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک احد کے دن شہید ہوئے اور چہرہ مبارک زخمی ہوا تو یہ امر آپ کے اصحاب پر نہایت شاق گذرا۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کفار کو بددعا دیجئے۔ فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ دعوت دینے کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور فرمایا۔ (اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) یعنے اے پروردگار تو میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ نہیں جانتی ہے۔ حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مجموعہ فضل و درجات احسان و خلق اور نہایت ہی صبر و حلم ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سکوت ہی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ انھیں معاف فرما دیا پھر جو رحمت و مہربانی کا جوش ہوا تو ان کے لئے اللہ کے پاس سفارش کی اور فرمایا بخشدے یا ہدایت کرے پھر بسبب شفقت و رحمت

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَ
لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ
النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ
إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر (بھی) جو کوئی معاف
کردے اور صلح کرلے تو اسکا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو دوست
نہیں رکھتا۔ اور ہاں اکسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اُس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ ہیں جن پر
(ملامت کی) کوئی سبیل نہیں۔ (ملامت) کی راہ تو اُنھیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور
ناحق زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ انھیں لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس
شخص نے (بدلہ لینے سے) صبر کیا اور (جرم) بخشدیا تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے
ہے۔ جب اللہ تعالے نے اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ ستودہ بیان فرمائے تو بندوں کو
اشارہ فرمایا کہ وہ اللہ تعالے ہی سے اُسکی ہدایت و توفیق چاہیں کیونکہ وہ جس کو ہدایت
نہیں دیتا اُسکی پھر کوئی بھی مدد نہیں کرسکتا جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) میری قوم فرمایا پھر انکی جانب سے اُنکی جہالت کا عذر کیا۔ عرض کیا کہ وہ جانتے نہیں"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد) اسطرح فرماتے تھے کہ اے رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم پر بددعا کی کہ کوئی کافر نہ بچا اگر آپ بھی ہم پر اسطرح بددعا کرتے تو ہم بھی سب ہلاک ہو جاتے۔ آپ کو طرح طرح کی تکلیف دیگئی روئے مبارک کو خون میں شرابور کیا اور آپ کے دندان مبارک کو شہید کیا لیکن آپ نے سوائے کلمۂ خیر کے کچھ نہ فرمایا۔ (شفا شریف) ۱۲-

مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا 4

اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ

مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ 4

سَبِيْلٍ ۝ اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے (رسوا کرنے کے)[1] بعد اسکا کوئی (یارو) مددگار

نہیں اور (اے نبی قیامت کے دن) تم ظالموں کو دیکھوگے کہ جب وہ عذاب دیکھ لیں گے

تو کہیں گے کہ بھلا (دنیا میں)[2] لوٹ چلنے کی بھی کوئی سبیل ہے۔ اور تم انھیں دیکھوگے کہ

وہ دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے (نہایت) ذلت سے۔ عاجزی کرنے والے ہوں گے

چھپی[3] نگاہ سے (جہنم کو) دیکھیں گے۔ اور ایمان والے کہیں گے بیشک نقصان پانیوالے

وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو اور اپنے لوگوں کو قیامت کے دن خراب کیا۔ آگاہ

ہوجاؤ بیشک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے۔ اور اللہ کے سوا اُن کے کوئی حمایتی نہ ہوں گے

کہ انکی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس (کے ہدایت) کی کوئی سبیل نہیں۔ لیکن اس سے

مَرَدّ۔ بازگردانیدن (صراح) طَرْف۔ چشم۔ یکون واحدا و جمعا۔ لانہ مصدر (صراح) اَلذُّل۔ بالضم خواری۔ ضد عز۔ ذلت کذلت (صراح) [1] ای من بعد خذلان اللہ ایاہ یعنے ضمیر بعدہٖ میں لفظ خذلان کی طرف بتقدیر مضاف راجع ہے (خفاجی) [2] ابن کثیر۔ [3] ابن کثیر۔ [4] جب خونی کے قتل کے لئے تلوار کھینچتے ہیں تو وہ اُس وقت تلوار کو پوری آنکھ کھولکر نہیں دیکھتا۔ بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتا ہے (خفاجی) ۱۲

یہ نہ سمجھنا کہ راہِ حق کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ جو راہ ڈھونڈھتا ہے اور حق بات کو وقت گذرنے
سے پہلے مان لیتا ہے اسکو ضرور راہ مل جاتی ہے۔ اسی لئے کفار کی بدبختی اور ہونیوالی رسوائی
کا ذکر فرماکر ارشاد فرمایا کہ ابھی وقت ہے کہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو ورنہ قیامت
کے روز پھر تمھیں کبھی پناہ نہیں ملیگی۔ جسطرح ارشاد ہے۔ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ فَاِنْ اَعْرَضُوْا
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ
بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ○ تم اپنے پروردگار کا
حکم مانو اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جسے اللہ کی طرف سے (حکم ہو چکنے کے بعد) ٹلنا
نہیں ہے۔ اُسدن تمہارے لئے نہ کوئی پناہ کی جگہ ہوگی اور نہ تم سے (گناہوں کا) انکار ہی
ہوسکے گا۔ پھر (اے نبی) اگر وہ روگردانی کریں تو ہم نے تمھیں اُنکا ذمہ دار بنا کر نہیں
بھیجا تمہارے ذمہ تو صرف (پیغام رسالت) پہونچا دینا ہے۔ اور بیشک جب ہم انسان کو
اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوجاتا ہے۔ اور اگر اُنھیں کوئی
برائی بسبب ان کے اعمال کے پہونچے تو بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے۔ یعنے نعمتوں کو اپنی
عقل و کوشش کا نتیجہ اور اپنے کو انکا مستحق سمجھکر خوش ہونے اور تکلیف کا مستحق نہ سمجھکر ناشکری

نکیر۔ والنکیر ایضا الانکار (قاموس) نکیر مصدر ہے انفعال سے بغیر قیاس (خفاجی) ؎ بیضاوی۔ ؎ بیضاوی-۱۲

کرنے سے آدمی غفلت میں رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت سے روگرداں رہتا ہے۔ اور جب سمجھتا ہے کہ یہ سب اُسی کا ہے تو ایسا سمجھنا فریضۂ طاعت وخدمت کا باعث ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ ہر حالت میں راحت ہو یا تکلیف شکر وصبر کرے کیونکہ وہ مالک ومختار ہے ہر طرح کے تصرف کا اُسی کو اختیار ہے۔ جو مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے جس طرح فرماتا ہے۔ لِلّٰہِ مُلۡکُ

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۙ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ۝ آیت ۴۹ ۔ ۵۰

اللہ ہی کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے (صرف) بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے (صرف) بیٹے دیتا ہے یا انھیں جوڑے سے بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ دانا قدرت والا ہے۔ اولاد کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہیں (۱) کسی کو اللہ تعالےٰ بیٹیاں دیتا ہے (۲) کسی کو بیٹے دیتا ہے (۳) کسی کو بیٹے بیٹیاں دونوں دیتا ہے (۴) کسی کو نہ یہ دیتا ہے نہ وہ بلکہ بانجھ بناتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو ہر قسم کا علم ہر طرح کی قدرت ہے اس لئے ہر شخص کو اُس کے مناسب عنایت فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اپنی کمالِ قدرت وعلم کا بیان کیا تو اُسکے

اِنَاثًا۔ اُنۡثیٰ۔ مادہ۔ اناث اُنثیٰ جمع (صراح) الذکور۔ ذکر۔ نر۔ ذکور۔ ذکران جمع (صراح) عقیما۔ اصل العقم الیبس المانع من قبول الاثر والعقیم من النساء التی لا تقبل ماء الفحل (مفردات) عَقِیم۔ نازائیدہ۔ بے اثبات۔ بے خیر۔ بے عقل۔ نابکار۔ (کنز) عورت مرد دونوں کو عقیم کہتے ہیں (مختار)

بعد اپنے برگزیدوں کو جس طرح وحی والہام کرتا ہے ذکر فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا

وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا

نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۝ اور کسی بشر کی (یہ) تاب نہیں کہ

ع ۵ ۱۶ ۱۵ ۲

اللہ اس سے کلام فرمائے مگر بذریعہ وحی یا پردے کے پیچھے سے یا کسی پیغام رساں کو بھیجے پھر وہ اس کے

حکم سے جو چاہے پہونچادے۔ بیشک وہ برتر حکمت والا ہے۔ اور (اے نبی) اسی طرح ہم نے اپنے

حکم سے تمہاری طرف قرآن بھیجا تم جانتے نہ تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ (احکام) ایمان (جانتے

تھے) ولیکن ہم نے اُسے نور بنایا جس کے سبب سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت

أَوْ يُرْسِلَ نافع رفع اللام بالاستئناف بمعنی او ھو یرسل — فَيُوحِي نافع سکون یاء۔

اَن یکلمہ۔ اسم کان ہے۔ لبشر۔ اسکی خبر ہے اور وحیًا۔ مصدر ہے اس لئے کہ وہ بھی کلام کی قسم ہے۔ او من وراء حجاب۔ صفت کلام محذوف ہے۔ اور یرسل میں جو ارسال ہے وہ بھی کلام کی قسم کسب تاں ہے۔ تو تقدیر یوں ہوگی وما صح ان یکلم احد الا وحیا او کلاما او ارسالا۔ روحًا۔ الروح یذکر و یؤنث والجمع الارواح ویسمی القرآن وعیسی وجبرائیل علیہما السلام روحا (مختار) الروح جعل اسما للجزء الذی بہ تحصل الحیاۃ والتحرک و استجلاب المنافع واستدفاع المضار وسمی القرآن روحا لکونہ سببا للحیاۃ الاخرویۃ (مفردات) روح۔ جان و زندگانی۔ قرآن۔ رحمت۔ عیسیٰ۔ جبرئیل (کنز) تدری۔ دراہ ودری بہ ای علم بہ من باب رمی و درایۃ ودریۃ ایضا بضم الدال وکسرھا۔ (مختار) دری۔ دانستن (کنز) لہ اسلئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل بعثت یقیناً مومن ہیں بوجہ معصوم ہونے ان کے کفر سے بالاتفاق۔ ثانیاً یہ کہ ایمان کا اطلاق کبھی مجرد تصدیق پر اور

کرتے ہیں۔ اور بے شک وشبہ تم سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتے ہو۔ (یعنی) اُس خدا کی راہ

کی طرف کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اُسی کا ہے۔ آگاہ رہو کہ اللہ ہی

کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے یعنے وحیؔ[1] کبھی بلاواسطہ اور بالمشافہ ہوتی ہے جیسے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج میں کلام فرمایا۔ اور کبھی پردہ سے ہوتی ہے یہ الہام وخواب وغیرہ سبکو شامل ہے۔ یا کسی فرشتہ کے ذریعہ سے وحی کی جاتی ہے۔ اور الہام کے اقسام ہیں۔ چنانچہ اِس کلمہ سے ظاہر ہے۔ **کلمہ ۲۶- مکالمہ** کلامِ حق کو بغیرِ واسطہ اور بے جہت کے سننا ہے۔ یہ مناجات میں اعلےٰ مقام ہے۔ **مخاطبہ** کلامِ الٰہی کو خلق کی زبان سے سننا ہے جس میں جہت ہو۔ اور عدم جہت کا متکلم میں اعتقاد کرنا اور جاننا کہ یہ کلامِ حق سبحانہ ہی۔ جیسا کہ قصہ موسےٰ میں جہتِ نار سے ندا ہوئی تھی۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کبھی مجموع تصدیق اور اقرار اور وہ کہ جن کے علم کی بغیر سمع کے کوئی سبیل نہیں ان پر بھی ہوتا ہے تو ایمان مرکب ہوا اور بعض اجزا کے منتفی ہونے سے مرکب منتفی ہوجاتا ہے اور ایمان شرع میں اس معنی پر بھی مستعمل ہے چنانچہ۔ ماکان اللہ لیضیع ایمانکم اسپر شاہد ہے۔ یہاں ایمان سے مراد صلوٰۃ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بہی ماکنت تدری یعنے تم نہیں جانتے فرمایا اور لم تکن ہو صفتا یعنے تم موصوف نہیں فرمایا (خفاجی) [1] خطیب۔ بیضاوی نے بھی کہا کہ من وراء حجاب۔ پہلی وجہ کو خاص کرتا ہے۔ یعنی پہلی وحی مشافہۃ ہے تو یہ آیت جوازِ رویت کی دلیل ہوئی نہ کہ امتناع کی۔ بعضوں نے کہا وحی کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم الہام ہے جسکے معنی دل میں پیدا کئے اور خواب میں ڈالے جاتے ہیں دوسری قسم پردہ کے پیچھے سے بغیر کسی واسطہ کے سنانا ہے۔ تیسری قسم کسی فرشتے کے ذریعہ سے ہونا ہے اسکے بطریق ہواتف اور زبانِ شجر وغیرہ۔ الحمدللہ کہ تفسیر سورۂ شورےٰ تمام ہوئی۔ ۱۲

41-حم السجدة
42- الشورى
43- الزخرف